سماجی بہبود کے لئے نبی کریم ﷺ کے عملی اقدامات

ڈاکٹر ھمایوں عباس۔جی سی یونیورسٹی لاہور

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للا رامل

یعنی حضرت محمد عربی ﷺ نورانی صورت والے جن کے چہرے سے بادل پانی مانگتا ہے یا جن کے چہرے کو پیش کر کے خدا سے بارش مانگی جاتی ہے۔آپ یتیموں کے پشت پناہ اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔(۱)

انسانیت کا درد اور محبت خاندان رسالت مآب ﷺ کا ایک خصوصی امتیاز تھا۔آپ کے جد امجد قصی نے سقایہ اور الحجابہ جیسے خالص رفاہ عامہ کے مناصب قائم کئے۔عبد مناف کو جود وسخا کی بناء پر ''الفیاض'' کا لقب عطا کیا گیا۔

قبیلہ قریش سے ''احتفاد'' (عرب میں ایک رسم تھی جس میں مفلس وکنگال آدمی بالآخر دم توڑ دیتا) کی رسم ہاشم (آپ کو ہاشم کہنے کا سبب بھی یہ ہے کہ عسر و یسر میں آپ کا دستر خواں بچھا رہتا ہے۔آپ ثرید بنا کر لوگوں کو کھلاتے) نے ختم کی۔آپ کے دادا عبد المطلب کا جب ابرہہ کے لشکر میں تعارف کروایا گیا تو اسمیں یہ جملہ قابل ذکر ہے ''انکی سخاوت کی یہ کیفیت ہے کہ ان کا دستر خواں ہر وقت بچھا رہتا ہے۔انسان تو انسان پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسیرا کرنے والے درندے

بھی ان کے دستر خوان سے اپنے پیٹ بھرتے ہیں۔(۲)

آپ ﷺ نے اپنی ان خاندانی روایات کو تابندگی عطا فرمائی محدود پیمانے پر انسانیت کے لئے ہونے والا کام ''العالمین'' تک وسیع ہو گیا۔اس ضمن میں پہلے درج ذیل تین مختلف افراد کی شہادتیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شہادت:

پہلی وحی کے نزول کے بعد سرکار دو عالم ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہ نے آپ کے جن اوصاف جلیلہ کا تذکرہ کیا وہ اس بات کے مظہر ہیں کہ آپ عام انسانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں کس قدر دلچسپی لیتے تھے۔امام بخاری نے ''کیف بدا الوحی'' کے باب میں لکھا ہے: حضرت خدیجہ نے فرمایا:کلا واللہ ما یخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم ،وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق ''خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کریگا۔آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں،کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو مفلس نادار ہو اس کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں،مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں،حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ اسکی مدد کرتے ہیں اور دستگیری فرماتے ہیں۔جس شخص میں یہ خوبیاں ہوں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو بے آبرو اور ذلیل نہیں کرتا بلکہ اس کی عزت و آبرو کا خود نگہبان ہوتا ہے(۳)

گویا کس بھی معجزہ کا مشاہدہ کرنے سے پہلے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی حقانیت کے لئے معجزہ سیرت النبی ﷺ

سے استدلال کیا۔

ابوسفیان کی گواہی:

ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا جو نقشہ پیش کیا وہ یہ تھا: ''یامر بالصلوۃ والصدق والعفاف والصلۃ'' وہ ہمیں نماز سچ، بولنے، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ (۴)

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ایک روایت میں ''والصدق'' کی جگہ ''والصدقۃ'' ہے۔ (۵)

بہرصورت دیار دشمن میں ایک دشمن (ابوسفیان نے ابھی اسلام قبول نہ کیا تھا) کی گواہی اس امر کی گواہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ انسانیت کا درد، اور تڑپ کس قدر رکھتے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اعلان حقیقت:

حضرت جعفر نے نجاشی کے استفسار پر نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا جو خلاصہ پیش کیا اس میں انسانی ہمدردی، حسن سلوک اور غمخواری سے متعلقہ تعلیمات نبوی بھی شامل ہیں۔ آپ نے تقریر میں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: امانت میں خیانت نہ کریں۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کریں ہمسایوں کے ساتھ عمدگی سے پیش آئیں، برے کاموں اور خونریزیوں سے باز رہیں۔ آپ ﷺ ہمیں فسق وفجور، جھوٹ بولنے، یتیموں کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا ہے۔ (۶)

عملی اقدامات:

واقعہ ''حلف الفضول'' (مظلومین کی امداد کے لئے پہلا معاہدہ)

یہ ایک معاہدہ تھا جو معاہدہ حقوق یا معاہدہ حفظ حقوق تھا (۷) عرب کے غیر منظّم سیاسی دور میں ہونے والے اس معاہدہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ اس میں فعال کردار بھی ادا فرمایا اور اس شرکت پر اظہار مسرت بھی فرمایا: ما احب ان لی به حمر النعم ولو دعی به فی الاسلام لاجبت۔

کہ اس معاہدہ میں طے پانے والی شرائط کے بدلے کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دے تو میں نہ لوں اور اس قسم کے معاہدہ کی دعوت اسلام میں بھی اگر کوئی مجھے دے تو اسے قبول کرلوں گا۔

حکیم بن حزام نے اسے تاریخ کا قابل احترام معاہدہ قرار دیا ۔''وکان اشرف حلف کان''۔

قاضی سلیمان پوری نے ''قیام امن ونگرانی حقوق کی انجمن کا انعقاد '' کے عنوان سے اس معاہدہ کا جو منشور تحریر کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

۱۔ ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے۔

۲۔ ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں۔

۳۔ ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔

۴۔ ہم زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے (۹)

اس معاہدہ کے حوالہ سے سیرت نگاروں نے فلاح عامہ کے پہلو کا

ذکر کیا ہے۔

رومانیہ کے وزیر خارجہ ''کونستانس'' جیورجیو'' نے لکھا نے: بعثت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حلف الفضول کے منصوبہ کی تجویز بڑی اہمیت کی حامل ہے۔اس جدت سے حضور ﷺ نے لوگوں کے کھوئے ہوئے حقوق واپس دلانے میں ایک انقلاب بپا کردیا اوراس تجویز کے ذریعہ سارے قبیلے کو ہدفِ انتقام بنانے کے نظریہ کا قلع قمع کردیا۔(۱۰)

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس معاہدہ کی تاریخی حیثیت پر سیر حاصل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ اپنی قوم کی صحت منداور مفید سرگرمیوں میں فعال حصہ لیا کرتے۔ان کی شادی، غمی میں شریک ہوتے ،انکی سیاسی ثقافتی ،معاشی مصروفیتوں میں مؤثر کردارانجام دیتے۔جب کبھی سلیم الطبع لوگ اپنے معاشرے کی بگڑی ہوئی حالت سنوارنے کے لئے کوئی مثبت قدم اٹھاتے تو حضور بڑے گرمجوشی سے اس میں شرکت فرماتے اوراس منصوبہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔زندگی اور زندگی کے تقاضوں سے آنکھیں بند رکھنا حضور کی فطرت سلیمہ کو گوارہ ہی نہ تھا۔تجارتی کاروانوں میں دور دراز سفر اختیار کرنا حلف الفضول میں شرکت اوراس کو کامیابی سے ہمکنار کرنا اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔(۱۱)

حلف الفضول اس قدر محکم وپائیدار تھا کہ آنے والی نسل بھی اپنے لئے یہ وظیفہ وفریضہ سمجھتی تھی کہ اس کے مفاد پر عمل کرے(۱۲)

مواخات مدینہ میں فلاح عامہ کا پہلو:

نئے علاقہ میں اور نئے لوگوں میں، اپنے علاقے اور اعزاء واقرباء کو چھوڑ آبسنا، یقیناً صاحبان ایمان تقویٰ ہی کے بس میں تھا، مدینہ منورہ کی نئی فضاء میں بھی رسول خدا نے انسانی احساسات وجذبات اور مشکلات و پریشانیوں کا خیال رکھا۔ ان حالات میں نبی رحمت ﷺ نے مہاجرین وانصار میں مؤاخات قائم کی یہ مواخات یہ مواخات کثیر المقاصد تھی اس کے سیاسی، سماجی اخلاقی، معاشی اور جذباتی سبھی پہلوؤں اہم تھے۔ مؤاخات مدینہ کی ضرورت بیان کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہ ان نازک ترین انسانی جذبوں سے متعلقہ پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک اہم اور فوری وجہ یہ بھی تھی کہ مہاجرین اپنے وطن، اپنے اہل وعیال، اپنے حلقہ احباب اور اپنے اموال واسباب چھوڑ کر یہاں آئے تھے، یہاں کی رہنے والوں سے ان کی کوئی جان پہچان نہ تھی سوائے چند ایک کے ان میں باہم رشتہ داریاں بھی نہ تھیں وہ یہاں آکر اپنے آپ کو بے یار مددگار خیال کرتے تھے ۔وطن کی جدائی اہل وعیال کا فراق اس پر بے یار ومددگار رہونے کا احساس ان کے لئے بڑا روح فرسا تھا۔

ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے نبی رؤف رحیم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اسلامی مؤاخات کا نظام قائم کیا۔ علامہ سہیلی لکھتے ہیں: ''لیذهب عنهم وحشة الغربة ويؤانسهم من مفا رقة الاهل والعشيرة ويشد ازربعضهم ببعض''

تاکہ ان کے غریب الوطنی کے احساس کو دور کیا جائے اور اپنے اہل

وعیال سے جدائی کے وقت ان کی دلجوئی کی جائے۔اور ایک دوسرے سے ان کو تقویت پہنچائی جائے۔(۱۴)

اس مواخات نے ایک چیز بالکل واضح کردی کہ فقط مادی وسائل ہی انسانی ضرورت نہیں بلکہ احساسات وجذبات بھی اہمیت کے حامل ہیں۔رفاہی اداروں کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ سوسائٹی میں ایسی فضا قائم کریں جس سے انسان کے فطری میلانات کی تسکین کے جائز ذرائع میسر آسکیں۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری نے مواخاۃ کو''اسلام کے نظام تکافل اجتماعی کا عملی نمونہ قرار دیتے ہوئے اسکی معاشی اہمیت کے بارے میں لکھا ہے کہ:

۱۔ مہاجرین کی معاشی کفالت کا سامان ہوگیا اور اس سے متعلقہ معاشی مسائل Economic Problems حل ہوگئے۔

۲۔قلیل عرصہ میں مہاجرین کی بنیادی ضروریات زندگی کے اسباب اللہ کریم نے اس عقد مواخاۃ کے ذریعے پیدا کردیئے۔

۳۔وقتی بے روزگاری کا علاج تلاش کرلیا گیا۔

۴۔معاشی وسائل کا مناسب استعمال کرلیا گیا۔

''اہل صفہ'' فلاح عامہ کا ایک عظیم ادارہ:

اہل صفہ (۱۵)-عوارف المعارف میں ہے :(۱۶) مومنین کا وہ جلیل القدر گروہ ہے کہ جن کے احوال خبر دیتے تھے کہ ایمان کہ ایمان کی حلاوت جس کو نصیب ہو جائے پھر اسے اپنے مفلوک الحالی ،بھوک پیاس اور دیگر تعیّشات زندگی کی پرواہ نہیں رہتی ،مشاغل حیات سے کٹ کر وہ ''مسند صفہ'' پر کیا متمکن ہوئے کہ فقراء وزہاد کے امام بن گئے ۔انکے طرز عمل نے ہمیں روحانی اقدار کے لئے مادی قدروں کو قربان کرنے کا درس دیا۔نبی کریم ﷺ نے مختلف اسلوب

اختیار کر کے اس Residential University کے طلباء کی اعانت فرمائی ۔یہ مختلف طریقے آج بھی معاشرہ کے ایسے طبقات کیلئے اختیار کئے جا سکتے ہیں ۔اس سلسلہ میں اسوۂ نبی ﷺ سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:۔

(ا) ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

(ب) زکوٰۃ اور دیگر صدقات تو تکافل کا ذریعہ ہیں ہی لیکن ان کے علاوہ دوست احباب سے ملنے والے تحائف وہدایا بھی ایثار کرتے ہوئے فقراء ومساکین تک پہنچانے چاہیں۔

(ج) معاشرہ کے کھاتے پیتے گھر اپنی استطاعت کے مطابق کسی ضرورت مند کی کفالت اپنے ذمے لیں۔

(د) ایسے افراد کے لئے روزگار کی فراہمی کے اسباب پیدا کی جائیں تاکہ تدریجا ایسے افراد کی تعداد میں کمی آسکے۔

درحقیقت صفہ کا ادارہ اس بات کا مظہر ہے کہ اسلامی معاشرہ اہل ثروت کو مفلوک الحال اور ضرورت مند طبقہ کی معاشی ضروریات کی تکمیل کرنا ہوگی۔

اس سلسلہ کے اہم نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر نور محمد غفاری نے لکھا ہے:

''صفہ کی اس درسگاہ میں دراصل آپ ﷺ انسانی سرمایہ تیار فرما رہے تھے۔انسانی سرمایہ معاشی ترقی کے لئے مالی سرمایہ سے بھی زیادہ اہم ہوتا

ہے۔(۱۷)

افسوس کہ رفاہ عامہ کے اس اہم ترین پہلو سے آج ہم غافل ہیں۔

معجزات نبوی۔خدمت خلق کا پہلو:

نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کے معجزات کے ظہور کے دو اسباب ہو سکتے ہیں:

حجت:

منکرین نے آپ ﷺ کی نبوت کے اثبات کے لئے کسی معجزہ کا مطالبہ کیا۔ایسے معجزات کو حجت کا نام دیا جاسکتا ہے۔شق قمر، کا شمار ان معجزات میں کیا جاسکتا ہے۔

حاجت:

مسلمانوں کو اجتماعی طور پر، یا کسی انفرادی طور پر کوئی ایسی ضرورت پیش آئی جس سے فوری نجات از حد ضروری تھی تا کہ کفار پر حجت تمام بھی اور مومنین کی حاجت بھی پوری ہو۔حاجت برادری کی یہ صورت آپ کا خاصہ ہے۔اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: كُنَّا نَعدُّ الآیاتِ بَرَكَةً۔کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے(۱۷)

ایسے معجزات کی درج ذیل اقسام ہوسکتی ہیں:

۱۔ نبع الماء (پانی کا معجزہ)

۲۔دودھ میں برکت

۳۔تکثیر طعام

۴۔شفاء امراض

تکثیر طعام اور نبع الماء کے معجزات کی روایات کا فنی جائزہ لیتے ہوئے اوران کے متواتر ہونے کے بارے میں قاضی عیاض لکھتے ہیں:

"واکثراحادیث هذه الفصول فی الصحیح وقد اجتمع معنی هذا الفصل بضعة عشر من الصحابة رواه عنه اضعافهم من التابعین، ثم من لایعد بعدهم واکثر ه فی قصص مشهوره ومجامع مشهوده ولا یمکن التحدث عنها الا بالحق ولا یسکت الحاضر لها علی ما انکر منها (۱۸)

ان تین فصول کی اکثر حدیثیں صحیح ہیں اوراس فصل کی احادیث کے معنی پر تو دس سے زائد صحابہ کرام کا اجماع ہے اوران سے کئی گنا زیادہ تابعین نے روایت کی ہے۔ان کے بعد تو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان میں سے اکثر احادیث مشہور قصوں اور حاضرین کے مجمعوں میں ذکر کی جاتی ہیں۔اور یہ ممکن نہیں کہ حق بات کے سوا من گھڑت باتوں کی نسبت کی جائے اور حاضرین باتوں پر خاموش رہیں۔

نبع الماء (پانی کا معجزہ)

توراۃ کی کتاب الخروج کے ملاحظہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ بیان ان سور میں تین دن تک سفر کرنے کے بعد رونما ہوا تھا۔۱۵/۲۱ خروج کتاب مذکور میں ۱۲ چشموں کا عصائے موسیٰ کی ضرب سے برآمد ہونا نہیں بتلایا گیا بلکہ ظاہر کیا ہے کہ مقام ایلیم میں ان کو وہ جگہ مل گئی جہاں پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کھجور کے تھے (۱۹)

اہل اسلام جو لوگ معجزات کی تاویلات کرنے میں مشاق ہیں انہوں نے معجزہ موسویؑ کی تاویل اس طرح کردی کہ پہاڑ میں سے پانی کا رسنا، بہنا ایک معمولی امر ہے۔ کسی چشمہ کا اور سوت کا بیرونی رکاوٹوں سے بند ہو جانا بھی ایک معمولی بات ہے۔

جب موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا تو اللہ تعالیٰ نے اس پتھریلی زمین میں دبے ہوئے چشموں کا نشان بتلا دیا۔ چشموں کو عصا سے پھر نکال لیا گیا اور چشمے بہنے لگے۔

یہ تاویل خواہ الفاظ قرآنی سے کتنے ہی بعید کیوں نہ ہو مگر نفی معجزہ پھر بھی نہیں ہوتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم سے ہدایت ملنا اور موسیٰؑ کے فعل سے برکت کا ظاہر ہونا پھر بھی مسلمہ رہتا ہے۔

اب عہد سرور کائنات ﷺ کی فضیلت بھی آشکارہ ہو جائے، پتھریلی زمین کی جگہ اب گوشت پوست میں سے پانی کے نکلنے کا عجیب ترین معجزہ ظہور میں آتا ہے۔

واضح ہو کہ فورانِ ماء و فیضان آب کے واقعے نبی ﷺ کی ذات اقدس سے بار بار اور مختلف اسلوب سے ظہور میں آئے ہیں۔ احادیث کے تتبع سے واقعات کا تعین کیا جاسکتا ہی ہے۔

(۱) چارسو غازی سیراب ہوگئے: (محرم ۷ھ)

جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں بصراحت مذکور ہے کہ ہم غزوہ ذات الرقاع اور وادی افیح میں تھے کہ نبی ﷺ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا ۔ جابرؓ ڈھونڈھ آئے، لشکر میں ایک قطرہ نہ ملا، پھر حضور ﷺ کے حکم سے جابر رضی اللہ عنہ اس انصاری کے پاس پہنچے جو حضور ﷺ کے پینے کا پانی رکھا کرتے تھے

۔وہاں بھی دیکھا تو ایک پرانی مشک (شجب) کے دہانہ پر ایک قطرۂ آب نظر آیا۔ اور پس حکم دیا وہی لے آؤ۔ پھر کاٹھ کا کٹھرہ منگا یا گیا۔ نبی ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ انگلیاں پھیلا کر رکھ دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے حکم کے مطابق بسم اللہ کہہ کر وہ قطرہ آب اس بحر سخا کے دست مبارک پر ڈال دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کی عینی شہادت ہے کہ سب انگلیوں میں سے اپنی فوارہ دار نکلا۔ پانی نے لکڑی کے کٹھرے کو بھی چکر دے دیا۔ سب کو بلایا گیا اور سب نے سیرابی حاصل کی ۔جب حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھالیا تب بھی وہ کٹورہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔

(۲) کوزۂ آب سے پندرہ سو کی ضرورت پوری ہوئی: (ذی قعدہ ۶ھ)

صحیح بخاری میں جابر بن عبداللہ الشہید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں نبی ﷺ نے وضو کیا پانی ایک رکواہ (کوزہ) میں تھا ۔مسلمان اسے دیکھ کر ٹوٹ پڑے۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا ہے۔لوگوں نے کہا کہ پانی نہ وضو کے لئے ہے نہ پینے کے لئے ۔بس یہی کوزۂ آب ہے جو حضور ﷺ کے سامنے رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے اسی کوزہ میں ہاتھ رکھ دیا۔ تب پانی حضور ﷺ کی انگلیوں میں سے پھوٹ پڑا اور تمام لشکر سیراب ہوگیا۔ سب نے وضو بھی کر لیے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے سالم ابن ابی جعد کے سوال پر بتلایا کہ اس وقت ہم پندرہ سو تھے ۔یہ بھی کہا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی سب کو کفایت کر جاتا ہے۔(۲۰)

(۲) دودھ کی برکت:

پانی کے بعد جس شے کا درجہ ہے وہ دودھ ہے۔ شب معراج کی

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے دودھ اور شراب کے پیالے آسمان پر پیش کئے گئے اور حضور ﷺ نے ان میں سے دودھ پسند فرمایا اور جبرائیل امین نے یہ نظارہ دیکھ کرکہا فرمایا ''اِختَرتَ الفطرۃ'' حضور ﷺ نے فطرت کو پسند کیا۔اسی لئے اسلام کو بھی دودھ کے ساتھ تشبیہ دی جایا کرتی ہے۔

انسان کا ہر ایک بچہ دودھ سے پلا ہے۔مگر ایک بچہ بھی دنیا میں ایسا نہیں ہے جسکی رضاعت شراب سے ہوئی ہو۔اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ دودھ فطرتِ انسانی کا راز دار ہے۔

داعی ایمان وہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو تعلیم پاک کے دودھ سے بھی پرورش کیا اور ان کے لب وکام کو معجزانہ دودھ سے بھی ذوق آشنا بنایا۔ایسے واقعات بہت ہیں۔

امام بخاریؒ ایک باب باندھا ہے ہی کہ نبی ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنھم کی گزران کا کیا حال تھا۔اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے جو معجزات نبوی کی بھی مظہر ہے۔اور یہ حقیقت بھی ظاہر کرتی ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی حیات طیبہ اس دنیا میں کیسی زاہدانہ تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بھوک کے مارے کبھی ایسا ہوتا کہ میں جگر کو تھام کر زمین پر گر جاتا۔کبھی ایسا ہوتا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ایک دن ایسا ہوا کہ میں سر راہ آبیٹھا۔جہاں سے لوگ آجایا کرتے تھے۔ابوبکرؓ آئے اور میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت کی بابت دریافت کیا۔میرا مطلب یہ تھا کہ شاید وہ مجھے کچھ کھلا بھی دینگے۔وہ بھی یوں ہی چلے گئے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ نکلے۔ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔غرض وہی تھی کہ کچھ کھانے کو دینگے۔وہ بھی یوں ہی چلے گئے۔اتنے میں ابوالقاسم ﷺ تشریف لائے۔مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔میرے جی کی بات سمجھ گئے۔میرے چہرے کو تاڑ لیا۔ارشاد فرمایا ابوہریرہ! ساتھ ساتھ چلے آؤ۔می پیچھے پیچھے ہولیا۔حضور ﷺ گھر میں گئے وہاں حضور نے

پیالہ میں دودھ دیکھا۔ گھر والوں نے حضور ﷺ کو اس شخص کا نام بتلایا جس نے دودھ کا ہدیہ بھیجا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا ابو ہریرہ! جاؤ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ اہل صفہ وہ لوگ ہوتے تھے جن کا کوئی گھر بار نہ ہوتا۔ جن کا کسی شخص کا کوئی سہارا نہ ہوتا۔ یہ اَضْیَافِ الاسلام (اسلام کے مہمان) ہوتے، نبی ﷺ کی سیرت پاک یہ تھی کہ کوئی صدقہ آتا تو سب کا سب ان کو دے دیتے تھے۔ اور ہدیہ آتا تو ان کو اپنے ساتھ شامل فرمالیتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھا اہل صفہ میں اس دودھ کی حقیقت کیا ہوگی۔ اگر مجھے مل بھی جاتا، مجھ میں کچھ سکت آ جاتی۔ اب دیکھیے اس میں سے کچھ ملتا بھی ہے یا نہیں۔ یہی خیالات تھے اور اطاعتِ خدا اور رسول کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ میں سب کو بلا لایا۔ آ کر بیٹھ گئے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ یہ پیالہ لو اور سب کو پلاؤ۔ میں نے پیالہ لے لیا ہر ایک کو دیتا جاتا تھا جب ایک شخص پی پی کر سیراب ہو جاتا تب میں میں دوسرے کو وہی پیالہ دیتا تھا۔ اسی طرح سب سیراب ہو گئے تو میں نے آخر میں نبی ﷺ کے سامنے پیالہ پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے لے کر اسے دست مبارک پر رکھ لیا۔ مجھے دیکھا اور مسکرائے فرمایا: ابو ہریرہ! اب تو میں رہ گیا یا تو رہ گیا۔ میں نے کہا حضور سچ ہے۔ فرمایا اچھا اب تو پی لے۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پی لیا۔ فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ پھر حضور ﷺ یہی فرماتے رہے۔ پیو، پیو آخر میں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب تو گنجائش بالکل نہیں رہی۔ فرمایا لاؤ، پیالہ میں نے پیش کر دیا حضور ﷺ نے اللہ کا شکر کیا، بسم اللہ پڑھی اور پیالہ ختم کر دیا۔ (☆)

یہ حدیث تو ایک ہے لیکن آیات وعلامات نبوت کی اتنی جامع ہیں کہ دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔

الف۔ سرور عالم و عالمیان کا گھر ہے اور اس میں جسمانی غذا نام و نشان کو بھی نہیں۔

ب۔ کسی نے ہدیۃً کچھ بھیجا بھی ہے تو دودھ کا ایک پیالہ۔ پیالہ کتنا بڑا تھا؟ ابو ہریرہ کہتے ہیں صرف ایک آدمی کے پی لینے کا۔

ج۔ نبی ﷺ اتنی سی خوراک پر ان سب کو بلا لیتے تھے جو گھر بار کو تج کر، جو اہل و عیال کو چھوڑ کر، جو مال و منال سے منہ موڑ کر د بستان نبوت میں پہنچ گئے تھے۔ یہ حالات تو اخلاق محمدی ﷺ کے مظہر ہیں۔

د۔ اب آیات نبوت ملاحظہ ہوں کہ ہر ایک شخص نے سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ بھرا بھرا کا بھرا رہ گیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک پیا کہ حلفا کہنا پڑا کہ اب گنجائش ہی نہیں رہی۔

ہ۔ کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اس پیالہ کو کوئی بڑی سے تعداد ختم کر سکتی تھی۔ ہرگز نہیں لاکھ ہوتے تو کیا اور دس لاکھ ہوتے تو کیا، سب ہی اس سے سیراب ہو سکتے تھے۔ اس پیالہ کو ختم کرنے کی طاقت بھی اسی میں تھی جس کی برکت و یمن سے وہ چیز سب کے لئے کفایت کر گئی تھی۔

و۔ حدیث پر مکرر غور کرو کہ پیالہ ہاتھ میں لے کر اللہ کی حمد کی، یہی وہ چیز ہی جو تعلیم نبوت کی روح و رواں ہے۔

ر۔ ممکن ہے کہ کوئی غیر نبی ایسے عجوبہ کو دیکھ کر اپنی بڑائی کا خیال کر بیٹھے۔ممکن ہے کہ کوئی شخص اسے ذاتی کمالات میں شمار کرنے لگے مگر اللہ کا نبی ہر وقت اپنے مالک وقادر کو یاد کیا کرتا۔اور جملہ عطیات کو اسی کی جانب سے قرار دیا کرتا تھا۔جس کی ربوبیت اس شکل میں جلوہ گر ہوتی تھی۔

تکثیر طعام:

تکثیر طعام سے مراد وہ معجزہ ہی کہ تھوڑا سا طعام بہت کے لئے کافی ہو جائے۔انجیل کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معجزہ کا ظہور مسیحؑ سے بھی ہوا۔انہوں نے چار روٹیوں اور تین مچھلیوں سے بہت بڑی جماعت کو سیر کیا۔

نبی ﷺ کی آیات نبوت میں بھی ایسے واقعات کا ذکر احادیث صحیح میں بکثرت ہے:-

(ا)ایک شخص کا کھانا ۸۰ نے کھایا:

ا۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واقعہ خندق کے ایام میں میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے پیٹ کو باندھ رکھا ہے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔اس حالت میں بھی حضور ﷺ اہل صفہ کو سورۂ نساء کی تعلیم دے رہے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ (شوہر والدہ) کو جا بتایا۔انہوں نے کچھ مزدوری کی اور جو حاصل کیے۔ان کی والدہ نے آدھ سیر جو پیس لئے، روٹی پکائی کہ نبی ﷺ اکیلئے تشریف لے آئیں تو بخوبی سیر ہو سکتے ہیں ایک آدھا کوئی ساتھ آ گیا تب بھی کفایت سے کام چل جائیگا۔انس رضی اللہ عنہ کو ماں باپ نے

بھیجا، اچھی طرح سمجھا دیا کہ لوگوں کے سامنے کچھ نہ کہنا۔ جب حضور ﷺ اٹھ کر اندر گھر میں جانے لگیں تب عرض کر دینا کہ ہمارے ہاں تشریف لے چلیے۔

انس رضی اللہ عنہ پہنچے تو نبی ﷺ انبوہ کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ عرض کی ہاں! فرمایا کھانے کے لیے، عرض کی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا لوگو! چلو ابوطلحہ کے گھر۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے لپک کر باپ کو اطلاع دی۔ اس نے بیوی سے کہا کہ ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو پوری جماعت کے ساتھ آ رہے ہیں۔

یہ خاتون بلند پایہ سمجھ گئی کہ کیا ہوگا بولی "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ" نبی ﷺ کو ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر بتلا بھی دیا کہ ایک ٹکیا موجود ہے۔ حضور ﷺ نے وہاں پہنچ کر فرمایا کہ (عُکّہ) گھی کی کُپّی لے آؤ کُپّی سے چند قطرے گھی کے نکلے۔ نبی ﷺ نے انگشت مبارک سے روٹی چپڑ دی۔ روٹی پھولنے لگی۔ برتن سے اونچی ہوگئی۔ نبی ﷺ نے مردانہ مکان کھلوایا۔ روٹی رکھ دی او زبان سے فرمایا "بسم اللّٰہ اللھم اعظم فیھا البرکۃ"، دس دس آدمی روٹی پر بیٹھتے جاتے اور سیر ہو کر اٹھتے جاتے تھے۔ اسی طرح اسی شخصوں نے اس روز کھانا کھایا۔ (۲۱)

شفاء امراض

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾: پیغمبر دنیا میں درحقیقت بیمار دلوں کے روحانی طبیب بن کر آتے ہیں مگر کبھی ارواح وقلوب کے معالجہ میں اُن کو جسمانی امراض وعوارض کا علاج بھی کرنا پڑتا ہے، تمام انبیاءؑ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اس وصف میں سب سے ممتاز ہے، آنحضرت ﷺ کو بھی اس قسم کے معجزات کا وافر حصہ ملا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا اچھا ہونا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ تین چشم دید گواہوں سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر میں جب آپ ﷺ نے حکم عطا فرمانے کے لئے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا، تو معلوم ہوا کہ اُن کی آنکھوں میں آشوب چشم ہے ،اور یہ آشوب جیسا کہ مسند ابن حنبل میں ہے ایسا سخت تھا کہ ایک صاحب (سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) اُن کا ہاتھ پکڑ کر لائے تھے، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن مل دیا اور دم کر دیا، وہ اسی وقت اچھی ہوگئیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں (۲۲)

ٹوٹی ہوئی ٹانگ کا درست ہو جانا:

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ قلعہ میں داخل ہو کر جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو کوٹھے کے زینہ سے گر پڑے، جس سے اُن کی ایک ٹانگ میں سخت چوٹ آئی ، پہلے پہل تو یہ چوٹ معلوم نہیں ہوئی لیکن بعد کو یہ حالت ہوئی جیسا کہ ابن اسحاق میں ہے کہ اُن کے ہمراہی اٹھا کر اُن کو لائے ، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے اس ٹانگ پر دست مبارک سے مسح کر دیا، اور فوراً بالکل اچھی ہوگئی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ کبھی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔ (۲۳)

درج بالا حقائق اس بات کے غماز ہیں کہ تاریخ انسانیت میں انسان دوستی، معاشرہ کے چلتے پھرتے انسانوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل، اور انسانونی دکھوں کو سکھ میں تبدیل کرنے کا کام جس جامع انداز میں رحمت دوعالم ﷺ نے کیا اس کی کوئی دوسری نظیر نظر نہیں آتی۔ مختلف انسانی معاشروں میں خالصتاً اللہ کی

رضا کے لئے کام کرنے کی اعلیٰ ترین مثال آپ نے پیش کی اور آپ کی اتباع میں صوفیہ کی خانقاہوں اور زاویوں نے فریضہ کو انجام دیا۔

حوالہ جات

(۱) میر سیالکوٹی، محمد ابراہیم سیرت المصطفیٰ، نعمانی کتب خانہ لاہور، ص:۲۲۶

(۲) قریش سے متعلق یہ معلومات پیر محمد کرم شاہ الازہری کی معروف کتاب ضیاء النبی کی پہلی جلد سے لی گئی ہیں۔

(۳) ضیاء النبی، جلد دوم، ص۱۹۲

(۴) صحیح بخاری، باب کیف کان بداء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۵) فتح الباری جلد اول ص۳۶

(۶) ضیاء النبی جلد نمبر۲ ص۳۶۴

(۷) مہر، غلام رسول، رسول رحمت، ص۷۰

(۸) الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، جلد اول، ص:۱۲۸

(۹) رحمۃ للعالمین، جلد اول، ص۴۳۔

(۱۰) ضیاء النبی، جلد دوم، ص:۱۲۶

(۱۱) حلبی، برہان الدین، سیرت حلبیہ، بیروت جلداول:ص ۲۱۵

اس مطلب کا گواہ وہ واقعہ ہے جو ولید بن عتبہ بن ابوسفیان کی گورنری کے دور میں پیش آیا۔سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام جواپنی ساری زندگی میں ظلم وستم کے سامنے نہیں جھکے کسی مال کے معاملہ میں گورنر مدینہ جوشام کی مقامی ومرکزی قوتوں پر ہمیشہ بھروسہ کرتا، اختلاف پیدا کرلیا، حضرت امام حسین نے ظلم کی بنیاد توڑنے اور دوسروں کو اپنے استحقاق حق سے واقف کرنے کے لئے مدینہ کے گورنر کی طرف رخ کیا اس طرح کہا: ''خدا کی قسم !اگر تم مجھ پر ظلم وزیادتی پر اصرار کروگے میں مسجد النبی میں کھڑا ہو جاؤنگا ، میں لوگوں کو اس عہد و پیمان کی طرف بلاؤں گا جس کو ہمارے آباء اجداد اور بزرگوں نے قائم کیا ہے''۔ان لوگوں سے عبد اللہ بن زبیر بھی کھڑے ہوکر اسی جملہ کا تکرار کیا ....نتیجہ میں گورنر زیادتی سے باز آ گیا۔واللہ اعلم

(۱۲) ضیاء النبی، جلد:۳،ص ۱۷۴

(۱۳) نور محمد غفاری، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی زندگی، مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور،ص:۱۷۰-۱۷۱